۳۳۔ حضرت شاہ عضد الدین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۲۴/رجب ۱۱۰۷ھ   مولد: امروہہ

تاریخ وفات: ۲۷/رجب ۱۱۷۲ھ یا ۱۱۷۰ھ   مدفن: امروہہ ضلع مرادآباد

حضرت شیخ عبدالہادی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد حضرت عضد الدین امروہوی ہیں۔ ایک ہی شہر میں مسلسل سلسلہ چشتیہ کے تین بزرگ امروہہ میں مدفون ہیں۔ حضرت شیخ عبدالباری، ان کے پیر حضرت شیخ عبدالہادی، ان کے پیر شیخ عضدالدین۔ ان کا ذکر شیخ عزالدین امروہوی کے نام سے بھی آیا ہے۔ بعضوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے عزالدین کے نام سے اور بعضوں نے عضدالدین کے نام سے، یہ ایک ہی بزرگ ہیں۔

یہ علامہ عزالدین، یہ بڑے علامہ تھے علوم ظاہرہ، باطنہ میں نہایت کامل اور مکمّل اور مکمّل بھی تھے۔ لیکن جیسا آپ نے ابھی پیچھے سنا کہ ان کے بعد جو ہوئے، حضرت شیخ عبدالہادی، تو علومِ شریعت میں اس مرتبہ کے نہیں تھے۔ حق تعالیٰ شانہ کی مشیت، سلسلہ پڑھنے پڑھانے کا شروع کیا گیا تھا، مگر ابتدائی کتابوں میں تھے اور وہ بزرگ آ گئے اور کچھ کھلایا اور کھالیا اور وہ مجذوب ہو گئے۔

اسی طرح شیخ عبدالباری کے متعلق آپ نے سنا کہ جو شیخ عبدالرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ کے سابقہ پیروں میں سے کہ ان کی اپنی اصلاح ہوئی حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں اور اتباعِ سنت کا غلبہ ہوا، تو وہاں جا کر کے امروہہ والوں کو بتایا، سلسلہ قادریہ میں جن سے پہلے بیعت تھے، تو وہاں جا کر ان کو بھی بتایا کہ دیکھو، ہم لوگ غلطی پر تھے۔ یہ جو عرس کرتے ہیں اور سب بدعات میں مبتلا ہیں، حضرت سید صاحب سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ سب امور خلافِ شریعت ہیں۔

وہاں بھی ظاہرِ شریعت کا غلبہ نہیں تھا، نہ شیخ عبدالہادی کے یہاں، نہ شیخ عبدالباری کے یہاں۔ اور خود حضرت شیخ عبدالرحیم ولایتی رحمۃ اللہ علیہ، جب ان کے متعلق شکوہ کیا گیا کہ روحانی

طور پر تو آپ سید احمد بریلوی سے بھی بہت اونچے ہیں پھر آپ ان سے بیعت کیوں ہوئے؟ تو انہوں نے کہا کہ نسبتوں کی ایسی تیسی، ہمیں تو نماز ان کے ذریعہ ملی، روزہ ان کے ذریعہ ملا، ورنہ پتہ نہیں ہم تو کہاں سے کہاں ہوتے۔

یہی اثر ان کے خلیفہ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں تھا کہ وہ بھی، ان کا شغل علومِ شریعت کی تدریس اور پڑھنے پڑھانے کا نہیں تھا، وہ مکتب پڑھاتے تھے۔ ان کے خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق عرض کیا تھا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا کہ صرف کافیہ تک کی تعلیم تھی اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ شاہ قلندر صاحب سے مشکوٰۃ پڑھتے تھے۔

یہ جو بیچ میں سلسلہ رہا، چار پانچ پشتوں تک، کہ جن میں شیوخ ایسے نہیں تھے کہ جنہیں باطنی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم اور شریعت پر بھی اتنا ہی مکمل عبور ہو، اس وجہ سے ہمارے طریقہ میں بہت سے قابل اشکال امور پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔ لیکن یہ کمال ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے مجدد کہ جن سے اتنی پشتوں کی اصلاح ہوئی اور وہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ یہ نہیں کہ بعد میں پتہ چلا کہ حاجی صاحب کو علومِ شریعت پر اتنا عبور نہیں ہے، قرآن وسنت پر اتنا عبور نہیں ہے، اس کو وہ سمجھتے تھے، پھر بھی حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہوئے۔

حضرت حاجی صاحب کی پہچان

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں پڑھتے تھے، تو ایک دفعہ سبق ہو رہا تھا، اور سبق بھی منطق کا، کوئی اتنا اہم سبق بھی نہیں، منطق فلسفہ کا۔ تو انہوں نے اپنے استاذ سے وقت مانگا۔ تو انہوں نے بہت سوچ کر مدت کے بعد ایک وقت دیا کہ اس وقت پڑھایا کریں گے۔ سبق شروع ہوا، اتنے میں ایک دن مہمان آ گئے۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تو پہچانتے تک بھی

نہیں تھے، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت کے رفیقِ درس تھے، وہ پہچانتے تھے۔

تمام طلبہ اساتذہ کھڑے ہوگئے کہ حاجی صاحب آ گئے، حاجی صاحب آ گئے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھی مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اچھا حاجی آ گیا، ہمارا سبق رہ گیا۔ مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں، ایسا مت کہو، یہ تو ہمارے بزرگوں میں سے ہیں۔ تو یہ حاجی صاحب کی پہلی زیارت تھی۔

یہ تینوں بزرگ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون میں تینوں رہا کرتے تھے۔ تو ان میں جو شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان سے گفتگو کرنے کے لئے حضرت گنگوہی تھانہ بھون تشریف لے گئے۔

ہوا یہ تھا کہ حضرت شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے ہم لوگ حاضری دیتے ہیں مواجہہ شریف پر، تو اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو سلام کرتے ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں۔ تو یہ جتنا جتنا شیخین میں فاصلہ ہے، اتنا اخیر میں ایک بالشت ذرا ساہٹ کر کے آپ اگر کھڑے ہوں تو بالکل آپ کے سیدھ میں وہ اندر کی دیوار کا کونہ پڑتا تھا، جہاں ہم نے شروع کے سالوں میں جب حاضری دی ہے مدینہ منورہ، تو میں نے خود دیکھا کہ وہاں جو دیوار کا کونہ تھا تو وہاں غلاف پر تحریر تھی **هذا موضع قبر سيدنا عيسى عليه السلام**، کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے لئے یہ جگہ ہے۔

اس پر انہوں نے ایک رسالہ لکھا تھا اور وہ احادیث ذکر کی تھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں مدفون ہوں گے۔ تو احادیث میں اس کا ذکر ہے، لیکن وہ رسالہ لکھنے کی ان کو ضرورت پیش آئی ہوگی کہ اس زمانہ میں کسی نے انکار کیا ہوگا کہ یہی جگہ ان کے لئے متعین ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے۔ انہوں نے احادیث ذکر کر کے لکھا کہ ان احادیث کا جو انکار

کرے اور کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں دفن نہیں ہوں گے، تو وہ کافر ہے۔ تو یہ مضمون سب صحیح تھا کہ احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں دفن ہوں گے، لیکن ان احادیث کے نتیجہ میں یہ کہنا کہ جو اس کا منکر ہو وہ کافر، جو عیسی علیہ السلام کے دفن کی اس جگہ کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔ اس پر اشکال ہوگا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہ رسالہ پڑھا، تو فرمایا کہ یہ مضمون سارا صحیح ہے، لیکن یہ تکفیر صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ جو احادیث ہیں اخبارِ احاد ہیں، اور اخبارِ احاد سے، خبرِ واحد کے ذریعہ صرف ظن ثابت ہوسکتا ہے۔ فرائض کے لئے یا تکفیر کے لئے قطعیات کی ضرورت ہے، وہ نہیں ہے۔ صرف اس سے ظن ثابت ہوتا ہے اور ان کی تکفیر نہیں کی جاسکتی، جو یہاں تدفین کا انکار کریں۔

اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے رد میں رسالہ لکھا۔ حضرت شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب وہ رسالہ کوئی صاحب لے گئے کہ انہوں نے رد میں یہ لکھا ہے، تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ہی واسطے انہوں نے یہ علم پڑھا تھا؟ اس طرح کے کچھ کلمات حضرت شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کا پتہ چلا، تو سوچا کہ جا کر تصفیہ کرلیں، گفتگو ہو جائے۔ اس کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصلاح

بہرحال، یہ جو سلسلہ تھا ہمارا چشتیہ، یہ ظاہرِ شریعت سے کسی زمانہ میں دور ہوتا چلا گیا کہ جو شیوخ تھے یکے بعد دیگرے وہ علوم شریعت کے حامل نہیں تھے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب کی اصلاح اور کئی پشتوں کی اصلاح کے لئے منتخب فرمایا۔ اب کیسے؟ کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تو یہ سب کچھ ہو رہا ہے، مگر اس کے باوجود وہ

انہیں پیر بھی بنائے ہوئے ہیں۔ نہ صرف بیعت، بلکہ ان کی تعلیمات پر بھی عمل کرتے ہیں۔اور اس دن جو جواب نقل کیا تھا کہ کسی نے کہا کہ حضرت، یہ حاجی صاحب کے یہاں ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، تو حضرت نے جواب دیا کہ ہم نے تو صرف طریقت میں ان سے بیعت کی ہے، شریعت میں نہیں۔

ہفت مسائل کے بارے میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

یہ چیزیں حضرت حاجی صاحب کو بھی پہنچتی تھیں، تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفت مسائل (سات مسائل) پر ایک رسالہ تحریر فرمایا، جس میں ان تمام امور کا ذکر تھا۔اور جب یہ رسالہ ہندوستان پہنچا، تو ان بزرگوں پر تو اس کا کیا اثر ہوتا، لیکن جو اس سلسلہ میں وابستہ حضرات تھے، انہیں پریشانی ضرور تھی کہ ایک قسم کا خلفشار، انتشار، آپس میں اختلاف ہو رہا ہے۔

حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بھی بہت پریشان تھا اس زمانہ میں اور اسی پریشانی کی عالم میں ایک مرتبہ میں نے خواب یا مکاشفہ میں دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میں گفتگو کر رہا ہوں کہ حضرت، یہ جو رسالہ آپ نے ہفت مسئلہ تصنیف فرمایا ہے اور اس میں ان مسائل پر آپ نے بحث کی ہے، تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ ہمارے علماء تو اس کے خلاف ہیں اور وہ اس کے حق میں نہیں ہیں۔

گفتگو ہوتی رہی، تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا! ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت، یہ تو سب سے اچھا ہے۔ پھر حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، تم تیار ہو جاؤ۔ تو کہتے ہیں ایک بہت بڑا مکان تھا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تھوڑی دیر میں حضرت حاجی صاحب بالکل تیار ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے دیکھو،

دیکھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔

اتنے میں میں نے دیکھا کہ صحابہ کرام کی بڑی جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیچھے ہٹتے ہوئے، ہٹتے ہوئے، مجمع تھا، اس لئے ایک کونہ کی طرف کھڑے ہو گئے۔ میں نے جب دیکھا کہ حاجی صاحب اس کونہ میں کھڑے ہو گئے، تو میں نے دوسرا ایک کونہ لے لیا، میں وہاں کھڑا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چلتے، چلتے، چلتے، جہاں میں کھڑا ہوا تھا، تو وہاں حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں میں کھڑا ہوا تھا اس کونہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس تشریف لا کر میرے کندھے پر، گردن پر، تھپکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب! یہ لڑکا ٹھیک کہتا ہے۔ یعنی ہفت مسائل کے بارے میں جوان کی رائے ہے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور ان علماء کی، تو یہ ٹھیک کہتا ہے۔

جب حضرت حاجی صاحب نے یہ سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک کہتا ہے، تو حضرت حاجی صاحب نے جھکنا شروع کیا، جھکتے جاتے اور کہتے جاتے، بجا و درست کہ بجا ارشاد فرمایا اور درست ارشاد فرمایا۔ تو یہ بجا و درست فرماتے فرماتے، نیچے ہوتے ہوتے، زمین تک سر ان کا پہنچ جاتا تھا۔

خواب میں تو سب کچھ ہو سکتا ہے، بیداری میں کوئی کرنا چاہے، تو جو ورزش وغیرہ کرتے ہیں، ان کے سوا ہم لوگ تو نہیں کر سکتے۔ تو کہتے ہیں کہ پیر تک سر پہنچ جاتا حاجی صاحب کا، پھر اس کے بعد کھڑے ہوتے، پھر دوسری مرتبہ شروع کرتے بجا و درست۔ تو سات مرتبہ حضرت حاجی صاحب نے اس کا اقرار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا ارشاد فرمایا اور درست ارشاد فرمایا۔

حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر وہ خواب یا مکاشفہ لکھ کر حضرت حاجی صاحب کو مکہ مکرمہ بھیجا۔ تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی دیکھو، یہ تبرک جوانہوں نے بھیجا ہے۔ حضرت پر بڑا اثر ہوا۔ اس کو پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس کو قبر میں میرے ساتھ میرے کفن میں رکھ دینا۔

ہمارے سلسلہ میں مسلسل کئی پشتوں میں حاملین علوم شریعت مشائخ نہ ہونے کی وجہ سے یہ خلاء پیدا ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے جو رسوم پیدا ہو چکی تھیں، تو اس کے خاتمہ کے لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالی نے منتخب فرمایا۔ حضرت شیخ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد جن کا آج میں نے ذکر کیا حضرت عضدالدین، تو وہ شریعت کے علوم کے کامل، مکمَّل اور مکمِّل تھے، اور ظاہری باطنی، دونوں علوم کے حامل تھے۔ اور ان کی خصوصیات میں سے ایک زبردست چیز یہ تھی کہ وہ تعبیر کے زبردست ماہر۔ تو کسی نے پوچھا کہ حضرت، یہ تعبیر جو آپ دیتے ہیں، بالکل تیر بہدف، ایسا کیوں؟ یہ علم مجھے حاصل کرنا ہے۔ مرید نے حضرت سے درخواست کی۔

فن تعبیر

مولانا ہاشم صاحب ایک مرتبہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ آپ نے فلاں تعبیر دی، فلاں تعبیر۔ تو یہ تعبیر کا علم، یہ کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ میں نے کہا کہ یہ تو ایک وجدانی اور ذوقی چیز ہے۔

ابھی ایک اپنے خاندان کے بڑے میرے پاس دو مہینے، تین مہینے پہلے آئے اور انہوں نے روتے ہوئے کہا کہ اتنا گندا خواب دیکھا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں نے کہا نہیں، خواب ہے، بیان کرنے میں کیا حرج؟ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ ابھی وہ اپنے جملے مکمل نہیں کر پائے کہ فوراً میں نے کہا اس میں تو بہت بڑی بشارت ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا؟ میں نے کہا کہ آپ کے خاندان میں کئی بیٹے آنے والے ہیں، بیٹے کے بعد بیٹا آرہا ہے۔ پھر انہوں نے فون

کیا کہ آپ کی تعبیر تو بالکل درست نکلی۔شاید سکان والوں نے بتا دیا ہوگا۔

شیخ عضدالدین سے کسی نے پوچھا کہ حضرت، یہ تعبیر جو دیتے ہیں، یہ علم تعبیر کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہیں، یہ حاصل کیا نہیں جاتا، کوشش کرنے سے نہیں ملتا۔ اس لئے کہ اس کا زیادہ تر مدار جو ہے وہ علم کشف سے ہے۔جنہیں علم کشف حاصل ہوتا ہے، کہتے ہیں کشف اس کے لئے ضروری ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہوب چیز ہے۔

شیخ عضدالدین کا علمِ عقائد وسلوک میں ایک رسالہ مقاصد العارفین ہے، جو ایک بہترین رسالہ ہے۔افسوس کہ یہ رسالہ طبع نہ ہوسکا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سلسلوں کو بدعات سے اور نقائص سے پاک رکھے اور اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائیں۔جس طرح کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ،حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کوشش کی،تو ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے اللہ تعالیٰ محبت دے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.